96576-خاوند ملازمت کرنے پر مجبور کرتا اور کسی دوسری عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے کیا وہ طلاق طلب کرلے ؟

سوال

میری خالہ یا پھوپھی کا خاوند دوسری شادی کی اجازت مانگتا ہے، اس نے بتایا ہے کہ عنقریب شب زفاف منائے گا، مشکل یہ درپیش ہے کہ میری پھوپھی یا خالہ اپنی بیماری کی بنا پر پچھلے چند برس ملازمت نہیں کر سکتی تھی لیکن خاوند اسے ملازمت پر مجبور کرتا رہا، اور خاوند خود بھی ملازم ہے لیکن وہ اپنی بیوی کی ساری تنخواہ بھی لے کر اسے تھوڑی سی رقم دیتا ہے، اس نے کہا کہ وہ نہ تو گھر کا کرایہ ادا کریگا اور نہ ہی کھانے پینے کے اخراجات اس لیے اسے زیادہ کام کرنا چاہیے اور کام اس کی بیماری کا سبب بنتا ہے.

میری خالہ یا پھوپھی ہی سارے اخراجات برداشت کرتی ہے، اور خاوند کہتا ہے کہ اس کے پاس مال نہیں، حالانکہ وہ ساری رقم اور مال دوسری بیوی کے گھر اور اس کی رخصتی پر خرچ کرنا چاہتا ہے، ہم نے خالہ یا پھوپھی کو کہا ہے کہ وہ اس سے بھاگ کر ہمارے پاس آ کر رہائش اختیار کرلے.

اور یہ پہلی بار نہیں کہ وہ دوسری شادی کر رہا ہے اور ہماری خالہ یا پھوپھی کا خیال نہیں کرتا، لیکن میری خالہ یا پھوپھی کہتی ہے کہ وہ اسے ایک اور موقع دینا چاہتی ہے کیا ہمارے لیے حرام ہے کہ ہم خالہ یا پھوپھی کو کچھ عرصہ اپنے پاس رہنے پر ابھاریں، اور اس سے طلاق حاصل کرلے ؟

ہمیں خدشہ ہے کہ وہ اور زیادہ بیمار نہ ہوجائیں، کیا طلاق ان کا حق نہیں ؟

پسندیدہ جواب

اول :

اللہ سبحانہ وتعالی نے خاوند پر
واجب کیا ہے کہ وہ بیوی کو رہائش ولباس مہیا کرے، اور اس کے سارے اخراجات برداشت
کرے، اور اللہ عزوجل نے یہ سب بیوی کے حقوق بنائے ہیں.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{اپنی طاقت کے مطابق تم جہاں خود
رہتے ہو وہاں عورتوں کو بھی وہیں رکھو}.. الطلاق (6).

ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

اور خاوند پر لازم ہے کہ وہ اپنی
بیوی کو بقدر استطاعت اپنی طاقت کے مطابق رہائش دے ؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا
فرمان ہے :

.{اور تم اپنی استطاعت کے مطابق ان
عورتوں کو وہیں رکھو جہاں خود رہتے ہو}.الطلاق (6).

دیکھیں : المحلی (253/9).

اور ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"خاوند پر بیوی کو رہائش دینا واجب
ہے اس کی دلیل اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

انہیں اپنی استطاعت کے مطابق رہائش
دو جہاں تم خود رہتے ہو.....

چنانچہ جب مطلقہ عورت کو رہائش دینا
واجب ہوا تو پھر جو نکاح میں ہو اسے رہائش دینا تو بالاولی واجب ہوگا، اللہ سبحانہ
و تعالی کا فرمان ہے :

.{اور ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے
بودوباش اختیار کرو}.

اور معروف میں یہ بھی شامل ہے کہ
بیوی کو رہائش دی جائے، اور اس لیے بھی کہ لوگوں کی نظروں سے محفوظ رہنے کے لیے
عورت کو گھر اور رہائش کی ضرورت ہے، اور اس لیے بھی کہ کام کاج اور استمتاع اور
سامان کی حفاظت کے لیے بھی گھر کی ضرورت ہے"

دیکھیں : المغنی (237/9).

معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالی عنہ
بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ عورت کا
خاوند پر کیا حق ہے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا:

"جب تم خود کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ،
اور جب تم خود لباس پہنو تو اسے بھی پہناؤ، اور اس کے چہرہ پر مت مارو، اور نہ ہی
اسے قبیح و بد صورت کہو، اور گھر کے علاوہ کہیں نہ چھوڑو"

سنن ابو داود حدیث نمبر (2142) سنن
ابن ماجہ حدیث نمبر (1850) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب حدیث نمبر (
1929) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اس میں بیوی کے لیے نان و نفقہ اور
لباس کا وجوب پایا جاتا ہے، اس میں کوئی حد معلوم نہیں، بلکہ یہ تو معروف اور اچھے
انداز میں خاوند کی استطاعت و جدیت کے مطابق ہوگا اور پھر جب نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسے بیوی کا حق قرار دیا ہے تو یہ خاوند پر لازم ہوگا، چاہے خاوند
موجود ہو یا غائب اور اگر وہ نہیں پاتا تو یہ اس پر اسی طرح قرض ہوگا جس طرح باقی
حقوق زوجیت کی ادائیگی ہوتی ہے.

دیکھیں: معالم السنن علی ھامش
المنذری (3/67-68).

جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے
ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عورتوں کے بارہ میں اللہ کا تقوی و
ڈر اختیار کرو، تم نے انہیں اللہ کی امانت کے ساتھ حاصل کیا ہے، اور ان کی شرمگاہوں
کو اللہ کے کلمہ کے ساتھ حلال کیا ہے، اور ان عورتوں کا لباس اور کھانا پینا تم پر
اچھے طریقہ سے واجب ہے"

صحیح مسلم حدیث نمبر (1218).

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اس حدیث میں بیوی کے نان ونفقہ
اور اس کی رہائش کا وجوب پایا جاتا ہے، اور یہ چیز بالاجماع ثابت ہے "

دیکھیں : شرح مسلم نووی (184/8).

دوم :

ایک سے زائد بیویاں رکھنے والے شخص
کو اللہ کا تقوی اختیار کرتے ہوئے بیویوں کے نان ونفقہ اور لباس و رہائش اور رات
بسر کرنے میں عدل وانصاف کرنا چاہیے، اور اس کے لیے جائز نہیں کہ بیویوں کے مابین
تقسیم میں ظلم سے کام لے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ
کہتے ہیں :

"رہا نان ونفقہ اور لباس میں عدل و
انصاف کا مسئلہ تو اس میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرنا سنت ہے
کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نفقہ میں بھی اپنی بیویوں کے مابین عدل کیا
کرتے تھے.جس طرح تقسیم میں عدل کرتے حالانکہ لوگوں میں یہ تنازع ہے کہ آیا یہ تقسیم
آپ پر واجب تھی یا کہ مستحب تھی ؟

اور اس میں بھی تنازع کرتے ہیں کہ
آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نان ونفقہ میں عدل کرنا واجب تھا یا کہ مستحب
؟

کتاب وسنت کے مطابق اس کا وجوب
زیادہ معلوم ہوتا ہے.

دیکھیں : مجموع الفتاوی (269/32).

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک سے زائد بیویاں رکھنے والے کو کسی ایک بیوی پر ظلم کرنے سے اجتناب کرنے کا
کہا ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان
کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں
سے کسی ایک کی طرف مائل ہو تو کل قیامت کے دن وہ اس حالت میں آئیگا کہ اس کی ایک
طرف قائل ہوگی"

سنن ترمذی حدیث نمبر (1141) سنن
ابوداود حدیث نمبر (2133) سنن سنائی حدیث نمبر (3942) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر
(1969) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بلوغ المرام (310/3) اور علامہ البانی رحمہ
اللہ نے ارواء الغلیل (80/7) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
سنت اس پر دلالت کرتی ہے اور عام مسلمان علماء بھی اس پر ہیں کہ : مرد کے لیے اپنی
بیویوں کے مابین دن اور رات کی تعداد تقسیم کرنا واجب ہے، اور اسے چاہیے کہ وہ اس
میں عدل و انصاف سے کام لے، اس کے لیے اس میں ظلم کرنے کی اجازت نہیں"

دیکھیں : الام (158/5).

اور ان کا یہ بھی کہنا ہے :

میرے علم میں تو اس کا کوئی مخالف
نہیں کہ آدمی کو اپنی بیویوں کے مابین عدل و انصاف کرنا چاہیے"

دیکھیں : الام (280/5).

اور امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اگر آدمی کی ایک سے زائد بیویاں
ہوں اور وہ آزاد ہوں چاہے وہ اہل کتاب سے ہوں یا مسلمان تو ان کے مابین تقسیم
میں برابری کرنا واجب ہے، اور اگر وہ تقسیم میں برابری نہیں کرتا تو اللہ سبحانہ و
تعالی کی مخالفت کر رہا ہے، اور مظلوم عورت کے بارہ میں اس کے مطابق ہی فیصلہ ہوگا
"

دیکھیں : شرح السنۃ(9/150–151
).

سوم :

خاوند کے لیے بیوی کی رضامندی وخوشی
کے بغیر تنخواہ لینا جائز نہیں، اور پھر شریعتا سلامیہ نے عورت کے لیے مباح کام کاج
کرنا مباح قرار دیا ہے، لیکن یہ لازم اور ضروری نہیں کہ وہ ضرور ملازمت کرے، کیونکہ
نان ونفقہ توخاوند پرواجب ہے اوراس مال کی ملکیت بھی عورت کے لیے مباح ہے، اگر
وہ اس مال میں سے اپنے خاوند کو دے تو یہ جائز ہے، اوراگر خاوند اپنی بیوی کی
اجازت اور خوشی کے بغیر اس کا مال اور تنخواہ لیتا ہے تو یہ حرام ہوگی.

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ
کہتے ہیں :

"آپ کے لیے اپنی بیوی کی خوشی و
رضامندی کے ساتھ اس کی تنخواہ لینے میں کوئی حرج نہیں، اگر وہ عقلمند ہے، اوراسی
طرح ہر وہ چیز جو بیوی آپ کی مدد کے لیے آپ کو دیتی ہے اسے لینے میں بھی کوئی حرج
نہیں اگر وہ اسے اپنی مرضی وخوشی سے دیتی ہو اور وہ عقل ورشد بھی رکھتی ہو؛ کیونکہ
اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

**{اوراگر وہ تمہیں اپنی خوشی و
رضامندی سے کچھ دے دیں تو اسے خوشی سے کھاؤ}**النساء(4).

اگرچہ یہ رسید کے بغیر ہی ہو، لیکن
اگروہ آپ کو اس کی رسید دے دے تو یہ بہتر ہوگا جب آپ اس کے خاندان والوں اوراس
کے اقربا سے یہ خدشہ رکھیں یا پھر بیوی کے واپس لینے کا خدشہ رکھتے ہوں"

دیکھیں : فتاوی المراۃ المسلمۃ(2/
672–673).

چہارم :

جب بیوی کو یہ علم ہو کہ اس کی رہائش
اور نان و نفقہ اور لباس وغیرہ خاوند کے ذمہ واجب ہے، اور یہ بھی علم ہو کہ خاوند
کا اپنی بیویوں کے مابین عدل و انصاف کرنا واجب ہے، اور اسے یہ بھی علم ہو کہ خاوند
کے لیے حلال نہیں کہ وہ بیوی کو ملازمت پر مجبور کرے، اسے تنخواہ دینے پر مجبور
کرنا بھی حلال نہیں، پھر دیکھے کہ اس کا خاوند ان سب کا مخالف ہے یا اس میں سے کچھ
کا مخالف ہے تو بیوی کو اختیار حاصل ہے کہ یا تو وہ اس ظلم پر اس امید سے صبر کرے
کہ خاوند اپنی اصلاح کر لے گا، یا پھر وہ شرعی عدالت کے ذریعہ اپنے حقوق کا مطالبہ
کر سکتی ہے.

اور اگر اس کا خاوند اپنی اصلاح نہیں
کرتا، یا پھر اسے شرعی عدالت کے ذریعہ اس کے حقوق نہیں ملتے، اور نہ ہی وہ اپنے
خاوند کے ظلم پر صبر کر سکتی ہے تو پھر اس صورت میں اسے طلاق کا مطالبہ کرنے کا حق
حاصل ہے، اور خاوند سے اپنے حقوق پورے حاصل کرے.

اس کے ساتھ ساتھ جتنا بھی عورت اپنے
خاوند کے ظلم و ستم پر صبر کریگی، اور اپنے گھر کی حفاظت کرتی ہے تو یہ اس کے لیے
طلاق حاصل کرنے سے افضل و اولی ہے؛ کیونکہ ہر حالت کی ایک خصوصیت ہے جس کے بارہ میں
کوئی رائے ظاہر کرنے سے قبل اس سب کو دیکھنا ضروری ہے.

یہاں عورت کے لیے عقل و دانش رکھنے
والے عزیز و اقارب سے مشورہ کرنا چاہیے، یا تو تو حالت صحیح ہو کر وہ عورت اپنی
زندگی بہتر طرح بسر کر سکے گی، یا پھر وہ صبر یا طلاق میں سے کوئی ایک چیز اختیار کر
لے، اور اگر طلاق طلب کرنے کا کوئی شرعی سبب نہ پایا جاتا ہو تو پھر طلاق لینے سے
اجتناب کرنا چاہیے.

ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جس عورت نے بھی بغیر کسی تنگی کے
اپنے خاوند سے طلاق طلب کی تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2226) سنن
ترمذی حدیث نمبر (1187) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2055) علامہ البانی رحمہ اللہ

نے صحیح ابوداود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

واللہ اعلم.